رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵ THE ALFAZL QADIAN رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ط وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ ہ

دیں کی نصرت کیلئے اک آسماں پر شور ہے | عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانیکے دن

دنیا میں ایک نبی آیا۔ پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا۔ (الہام حضرت مسیح موعود)

قیمت فی پرچہ ۱؍

مضامین بنام ایڈیٹر

کاروباری امور کے متعلق خط و کتابت بنام مینیجر ہو

الفضل

ایڈیٹر:- غلام نبی ۔ اسسٹنٹ - مہر محمد خان۔

فہرست مضامین

نمبر ۶۹ | مورخہ ۸ مارچ ۱۹۲۳ء | یوم پنجشنبہ | مطابق ۱۹ - رجب المرجب ۱۳۴۱ھ | جلد ۱۰

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی طبیعت خدا کے فضل سے اچھی ہے۔ حضور نے ۴ مارچ سے درس قرآن شروع فرمادیا ہے۔ ۵ مارچ کو حضور کی تقریر لجنۃ اماء اللہ میں ہوئی۔ یہ گذشتہ تقریروں کے سلسلہ میں ہے۔ جنمیں علمی امور بیان کئے جاتے ہیں۔

ہفتہ مختتمہ ۲۸ فروری میں ۲۳ نئے مہمان تشریف لائے کل کھانا کھانیوالوں کی تعداد ۲۷۳۰ تھی۔ خرچ اجناس حسب ذیل ہوا۔ آرد گندم ۳۳ من ۲۴ ½ سیر۔ دال ۲ من ۲۹ سیر ۸ چھٹانک۔ روغن زرد ۱۱ سیر ۹ چھٹانک۔ چاول ایک من ۱۵ سیر ۴ چھٹانک ٭

نظم

کوئی منکر نہیں جو آج پشیمان نہیں

جو گنہگار گناہوں سے پشیمان نہیں۔
اس سے بڑھ کر کوئی جاہل نہیں نادان نہیں

شوق اگر دل میں نہیں وصل کا ارمان نہیں
تیرا عاشق وہ حقیقت میں مری جان نہیں

بیعتِ حضرت مہدی سے جو محروم رہا
بے نصیب اس سے زیادہ کوئی انسان نہیں

منکر مہدی مرسل وہی ہوگا جس کے
دل میں ایمان نہیں اُلفت قرآن نہیں

وہ خلیفہ ہے۔ جسے حق نے کہا فضل عمر
کوئی پبلک کا بنایا ہوا سلطان نہیں

راہِ حق سے وہی۔ کترا کے نکل جاتے ہیں
جن کی آنکھیں نہیں سُننے کے لئے کان نہیں

حق کی تکذیب کا نکلا یہ نتیجہ آخر
کوئی منکر نہیں جو آج پشیمان نہیں

مجھ کو امید ہے جو کچھ وہ ترے فضل سے ہے
ورنہ بندہ کسی لائق مرے رحمان نہیں

حافظ سخاوت علی احمدی شاہجہانپوری

مولوی محمد دین صاحب بی اے کا خط

دوران سفر میں تبلیغ

بمبئی سے دو افغان ایک میری عمر کا اور ایک ذرا چھوٹی عمر کا نوجوان انگورہ جا رہے تھے۔ میرے ساتھ سوار ہوئے۔ چونکہ وہ انگریزی وغیرہ سے ناواقف تھے۔ میں نے ان کی ہر طرح امداد کی۔ اور چونکہ وہ فارسی کے سوا کچھ نہ جانتے تھے۔ اس لئے میں ان سے فارسی میں گفتگو کرتا رہا۔ ان کو میں اسلام کی نازک حالت اور مسلمانوں کے روحانی زوال کی طرف بہت توجہ دلاتا رہا۔ اور ساتھ ساتھ سلسلہ احمدیہ کے متعلق بھی ان کے کانوں میں باتیں ڈالتا رہا۔ میرا خیال ہے۔ کہ وہ سلسلہ کے متعلق اچھا اثر لے کر گئے۔ اور انھوں نے مجھ سے کہا کہ سلسلہ کے لوگ افغانستان میں بہت ہیں۔ میرا ارادہ ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ ان سے سلسلہ تبلیغ جاری رکھوں۔

پورٹ سعید میں ایک بہت بڑا مالدار یہودی سوار ہوا۔ جو امریکہ کے شہر New Orleans کا رہنے والا اور جو Zionist movement کا بڑا حامی ہے۔ اس نے اپنا تجارت کا کاروبار فلسطین اور امریکہ ہر دو میں جاری کر رکھا ہے۔ اور اس کا ارادہ مستقل اقامت یروشلم میں اختیار کرنے کا ہے۔ اس سے بہت بحث ہوتی رہی۔ آخر میں نے اسے ٹیچنگز آف اسلام پڑھنے کے لئے دی۔ مارسیلز جب ہم پہنچے تو اس نے مجھے وہ کتاب ساری پڑھ کر واپس دی اور کہا کہ اس کتاب کے مطالعہ نے مجھ پر یہ اثر کیا ہے کہ میرے اب وہ خیالات مذہب کے متعلق نہیں رہے۔ وہ کسی الہام وغیرہ کا قائل نہیں تھا اور جزا و سزا کا۔ کہتا تھا کہ حضرت موسیٰ ایک ہوشیار آدمی تھا لیکن آخری دن اس نے جہاز کی Deck پر آکر مجھے ایک ہندو دوست کے سامنے کہا کہ This book has almost made me a Mohammden. (یعنی اس کتاب نے مجھے قریباً مسلمان بنا دیا ہے)

بمبئی سے ایک ہندو طالب علم بھی میرے ساتھ سوار ہوا۔ اسکو میں نے سلسلہ کے متعلق کچھ باتیں بتلائیں۔ اسکو اس قدر شوق تھا کہ وہ بڑی محنت سے اور جستجو سے خود سلسلہ کے حالات مجھ سے دریافت کرنے لگ گیا۔ پرنس آف ویلز والا تحفہ میں نے اسکو دیا۔ اس کو اس نے نہ صرف خود پڑھا۔ بلکہ اپنی Cabin میں دوسروں کو اونچی آواز سے پڑھ کر سنایا۔ اور اور کتابیں مجھ سے مانگیں۔ وہ میرے ساتھ مسجد لنڈن میں دو دن رہا۔ باوجود اسکے کہ اس کا بھائی اور دوسرے دوست بھی لنڈن میں تھے۔ اب بھی وہ اور کتابیں مانگتا ہے گو اس کا ابھی تک یہی خیال ہے کہ اس وقت تعلیم میں اسکو مذہب میں اتنا نہیں پڑنا چاہیئے۔ وہ ایک امیر گھرانے کا آدمی ہے۔ اور سلسلہ کی ترقی اور حالات پڑھ کر نہایت متعجب ہوا۔ میرا خیال ہے کہ شاید اللہ تعالیٰ اسکو کسی دن حق کی طرف لے آئے۔

ایک اور ہندوستانی سوداگر جس نے آئرلینڈ میں شادی کی ہوئی ہے۔ اور اس کا جنوبی افریقہ میں بڑا کارخانہ ہے۔ وہ بھی بہت دلچسپی لیتا رہا۔ اس نے ٹیچنگز آف اسلام کے پڑھنے کا نہ صرف خود وعدہ کیا ہے۔ بلکہ کہا ہے کہ دس اور آدمیوں کو وہ پڑھائیگا اور پھر اپنے گھر کی لائبریری میں اسکو رکھ کر خاص کر اپنے مسلمان دوستوں کو ضرور پڑھایا کریگا۔

خاکسار محمد دین از لنڈن

ٹیریٹوریل فورس میں احمدیوں کی کمپنی

امسال خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے ۱/۱۵ پنجابیز ٹیریٹوریل فورس چھاؤنی جالندھر میں احمدیوں کی پوری کمپنی کام کرتی رہی جو اس سال کی ٹریننگ ۲۸ فروری کو ختم کر کے واپس آگئی ہے اگرچہ دوسری کمپنیوں کے مقابلہ میں ہمارے اکثر جوانوں کے لئے فوجی کام بالکل نیا تھا لیکن حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب کی کوشش اور سعی سے جو کمپنی کمانڈر بعہدہ لفٹنٹ تھے نہایت عمدگی سے کام ہوتا رہا۔ حضرت صاحبزادہ صاحب کے علاوہ سردار نذر حسین صاحب۔ مرزا گل محمد صاحب۔ سردار نظام الدین صاحب۔ چوہدری فضل احمد صاحب افسران تھے۔ جن کا درجہ سیکنڈ لفٹنٹ تھا۔ مرزا گل محمد صاحب اسسٹنٹ ایجوٹنٹ بٹالین بھی تھے۔

نمازیں باجماعت ادا کی جاتی تھیں۔ اور جمعہ کے دن جناب میجر ایس ڈبلیو فنلی صاحب بہادر افسر کمانڈنگ کی خاص مہربانی سے نماز جمعہ کیلئے پچھلے پہر ہمیں چھٹی ہوتی تھی۔

تمام احمدی افسران اور خصوصاً حضرت صاحبزادہ صاحب کا سلوک نوجوانوں سے نہایت مشفقانہ رہا۔ آخری جمعہ جو چھاؤنی میں پڑھا گیا۔ اس میں خطبہ پڑھتے ہوئے حضرت صاحبزادہ صاحب نے جوانوں کو یہ نصیحت فرمائی۔ کہ یہاں سے روانہ ہوتے وقت ایک دوسرے سے ایسی محبت اور الفت کا اظہار کرتے ہوئے جدا ہوں۔ جیسے بھائی بھائی سے جدا ہوتے وقت ظاہر کرتے ہیں۔ اپنے متعلق جو کچھ فرمایا۔ وہ نہایت ہی رقت انگیز تھا۔ کیونکہ آقا اپنے غلاموں سے مخدوم اپنے خادموں سے کہہ رہا تھا کہ میں نے آپ لوگوں کے ساتھ محبت اور پیار سے سلوک اور سب کے حقوق کا خیال رکھنے کی پوری پوری کوشش کی ہے۔ لیکن چونکہ میں انسان ہوں۔ اور مجھ سے غلطی ہو سکتی ہے۔ نیز کام کراتے وقت ممکن ہے کسی کو تکلیف بھی پہنچی ہو۔ اسلئے جس کسی کو مجھ سے کوئی تکلیف پہنچی ہو اس سے میں معافی مانگتا ہوں میں نے کوشش کی ہے۔ کہ کام دیانتداری سے ہو۔ اور نرمیوں سے عمدہ سلوک کیا جائے لیکن انسان غلطی کر سکتا ہے میں خدا تعالیٰ سے امید کرتا ہوں کہ وہ میری غلطیوں کو معاف کریگا جو یہاں کام کرتے رہے ہیں۔ ان کو اگر تکلیف پہنچی ہو۔ تو میں امید کرتا ہوں وہ معاف کر دینگے۔

اس بات کو آپ نے دو تین دفعہ دہرایا۔ آخر اس دعا پر ختم فرمایا کہ ہم یہاں اپنے امام کے حکم کے ماتحت آئے ہیں۔ اور ہم نے کام سیکھنے میں پوری کوشش کی ہے۔ سب صاحبان دعا کریں کہ ہمارا کام آئندہ بھی اچھا ہو اور ہم نے جو کام سیکھا ہے۔ اس کے نیک نتائج پیدا ہوں۔ اور جب اسلام کے لئے ہماری ضرورت ہو۔ ہم اپنے آپ کو پیش کر سکیں۔

ان الفاظ میں مختصراً ٹیریٹوریل میں احمدیوں کے داخل ہونے کی غرض اور غایت کی طرف اشارہ کیا گیا۔

آخری ایام میں چونکہ سخت مصروفیت تھی۔ اسلئے جیسا کہ ہماری خواہش تھی۔ حضرت صاحبزادہ صاحب کی خدمت میں سب جوانوں کی طرف سے سپاسنامہ پیش کرنے کا موقعہ نہ مل سکا۔ تاہم روانگی کے دن ۲۸ فروری کو چند لمحے مل گئے۔ جنمیں مختصر طور پر ٹی پارٹی کا انتظام کیا گیا اور حضرت صاحبزادہ صاحب کی خدمت میں محبت اور الفت کے چند کلمات کہے گئے۔ اور اپنی اس خوش قسمتی اور خدا تعالیٰ کے اس فضل کا اظہار کیا گیا۔ کہ حضرت مسیح موعود کا لخت جگر ہم پر کمان کرتا رہا ہے۔ اور یہ ہمیں ایسا شرف حاصل ہوا ہے۔ جسے بعد میں آنیوالے لوگ رشک کی نگاہوں سے دیکھیں گے۔

حضرت صاحبزادہ صاحب نے چند الفاظ جواب میں فرمائے۔ خدا تعالیٰ اس کام کو سلسلہ کے لئے مفید اور بابرکت کرے +

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان - مورخہ ۸ مارچ سنہ ۱۹۲۳ء

اسلام اور بندش شراب

اسلام کی صداقت اور حقانیت کا اس سے بڑھکر اور کیا ثبوت ہوسکتا ہے۔ کہ گو یہ اسوقت منصۂ عالم پر ظہور پذیر ہؤا۔ جبکہ ساری دنیا پر ظلمت اور تاریکی پھیلی ہوئی تھی تہذیب وتمدن کا کہیں نام ونشان نہ تھا۔ اخلاقی اور روحانی طاقتیں بے جان اور مُردہ ہوچکی تھیں۔ تمدنی اور معاشرتی تعلقات کسی قاعدہ اور اصل کے ماتحت نہ تھے۔ انسانی ہستی اور اس کی غرض تخلیق کو تباہ وبرباد کرنیوالی اشیاء کے استعمال سے قطعاً پرہیز نہ کیا جاتا تھا۔ لیکن ایسے تیرہ وتار زمانہ میں اسلام نے روحانی۔ اخلاقی۔ تمدنی۔ معاشرتی۔ غرضیکہ انسانی زندگی کے ہر پہلو کے متعلق جو احکام بیان کئے۔ اور جن پر اپنے پیروؤں سے عمل کرایا۔ وہ ایسے جامع ایسے مکمل اور ایسے صحیح اور درست ہیں کہ اب جبکہ دنیا ازمنۂ گذشتہ کی نسبت بہت زیادہ ترقی کرچکی ہے۔ تجارب اور مشاہدات نے اشیاء کے فوائد اور نقصانات ظاہر کردیئے ہیں۔ تمدنی اور معاشرتی اصول منضبط کئے گئے ہیں۔ اسوقت بھی نہ صرف اسلام کا کوئی چھوٹے سے چھوٹا حکم ایسا نہیں ثابت ہوا۔ جسمیں کسی قسم کا نقص یا کمزوری پائی جاتی ہو۔ بلکہ احکام اسلام کی خوبی ساہمیت اور صداقت اور زیادہ روشن اور واضح ہورہی ہے۔ جس کے ثبوت میں ہم اس وقت ایک امر کو پیش کرتے ہیں۔

کون نہیں جانتا۔ کہ اسلام نے شراب کے استعمال کی قطعاً ممانعت کی ہے۔ اور اسوقت کی ہے۔ جبکہ دنیا کے کسی مذہب میں نہ صرف اس کی ممانعت نہ پائی جاتی تھی۔ بلکہ بعض مذاہب نے تو اس کو اپنی عبادات کا ایک ضروری جزو قرار دے رکھا تھا۔ پھر ایسی حالت میں کی۔ اور ان لوگوں سے شروع کی۔ جن کا دن رات کا محبوب ترین شغل شراب خوری تھا۔

اس وقت اسلام نے اپنے پیروؤں کو حکم دیا۔ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَ الْمَیْسِرُ وَ الْاَنْصَابُ وَ الْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ (۵-۹۲) اے مسلمانو! بلاشک وشبہ۔ شراب۔ جوا۔ بتکدے اور فالیں ڈالنے کے تیر یہ سب شیطان کے ناپاک افعال میں سے ہیں۔ اگر تم کامیابی حاصل کرنا چاہتے ہو۔ تو ان سے بچو۔

یہ صاف اور صریح حکم بیان کرنے کے ساتھ ہی (جیسا کہ قرآن کریم کا قاعدہ ہے۔ کہ جو بات بیان کرتا ہے۔ اس کے حسن وقبح کو دلائل اور واقعات سے ثابت کرکے دکھاتا ہے) فرمایا۔ اِنَّمَا یُرِیْدُ الشَّیْطٰنُ اَنْ یُّوْقِعَ بَیْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَ الْبَغْضَآءَ فِی الْخَمْرِ وَ الْمَیْسِرِ وَ یَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَ عَنِ الصَّلٰوةِ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ۔ شیطان چاہتا ہے۔ کہ تم میں شراب اور جوئے کے ذریعہ عداوت اور بغض ڈالدے۔ اور تم کو اللہ کے ذکر اور نماز سے روک دے پس کیا تم رک جاؤ گے۔

اس آیت میں شراب اور قماربازی کے نقصانات اور مضرات نہایت لطیف اور احسن طور پر بیان کئے گئے ہیں۔ پہلے تو جسمانی نقصانات کا ذکر کیا۔ کہ اس سے آپس میں لڑائی جھگڑے۔ دنگے فساد پیدا ہوتے ہیں۔ ہر قسم کے جرائم اور بدکاریاں شروع ہوجاتی ہیں۔ اور اس کے بعد روحانی نقصان کی طرف اشارہ کیا۔ کہ یہ اللہ کے ذکر سے روک دیتے ہیں۔ اور ان کی وجہ سے روحانیت تباہ ہوجاتی ہے۔

اگرچہ اسی آیت میں شراب کے رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ ہونے کا ثبوت دیا گیا ہے۔ لیکن قرآن کی دوسری آیات جن میں شیطان کے اعمال کا تذکرہ ہے۔ ان سے بھی شراب وغیرہ کے مضرات معلوم ہوسکتے ہیں۔ چنانچہ آتا ہے۔ اِنَّمَا یَاْمُرُكُمْ بِالسُّوْٓءِ وَ الْفَحْشَآءِ (۲-۱۶۳) کہ شیطان تم کو بدکاری اور بے حیائی کا حکم دیتا ہے۔ گویا شراب خوری کا ایک نتیجہ بدکاری اور بے حیائی بھی ہوتی ہے۔ اور یہ بالکل ظاہر بات ہے۔

یہ ہیں شراب کے وہ نقصانات جو قرآن کریم نے بیان کئے ہیں۔ اور جن سے مجبور ہوکر اب وہ لوگ بھی ترک شراب کے لئے کوشش کررہے ہیں۔ جن کے مذہب میں اس کی کوئی ممانعت نہیں پائی جاتی۔ اور جن کے خداوند نے ایک دعوت کے موقع پر تھوڑی سی شراب کو زیادہ بنا دینے کا معجزہ دکھایا تھا۔ یعنی عیسائی صاحبان۔ اس وقت تک کئی یورپین ممالک میں شراب پر بندشیں عائد کی جاچکی ہیں۔ اور امریکہ میں اس کی ممانعت کا قانون بھی پاس ہوچکا ہے۔ وہاں اس تھوڑے سے عرصہ میں بندش کے جو نتائج رونما ہوئے ہیں۔ وہ یہ ہیں۔

"اس ممانعت کا قابل تعریف اثر جو انڈیانہ ریاست پر پڑا ہے یہ ہے۔ کہ اس ریاست کا بڑا حصہ جو اخلاقی گراوٹ یا شراب خوری کی وجہ سے تباہ ہوچکا تھا اب بدستور سابق سدھر گیا ہے۔ اور انڈیانہ کے بدمعاش تقریباً سدھر گئے ہیں۔ مصائب وآلام سے ریاست مخلصی پارہی ہے۔ ہمارے سکولوں کی حیرت انگیز ترقی معجزہ سے کم نہیں۔ غریب سے غریب بچے اب بہت اچھی طرح پرورش پارہے ہیں۔ اور ان کی گھروں کی حالت بھی بدرجہا بہتر ہے۔

ساؤتھ ڈیکوٹا میں شراب کے ممنوع قرار دیئے جانے کی وجہ سے جیلیں خالی ہوگئی ہیں۔ اور بنکوں میں ہمارے بچت فنڈ میں کافی سے زیادہ روپیہ جمع ہوگیا ہے ہماری درس گاہوں کے طلباء کی میزان حاضری میں اضافہ ہوگیا ہے۔ اور طلباء بہ نسبت پہلے کے اب اچھے کپڑے پہنتے ہیں۔ اچھی خوراک کھاتے ہیں۔ اور اچھی پرورش پاتے ہیں۔ اب قانون کی بھی بہت کم پابندیاں ہیں۔ اور شراب بھی بہت کم فروخت ہورہی ہے۔

اس ممانعت نے شمالی کیرولینا میں بھی حیرت انگیز کام کیا ہے۔ اور لوگوں کے اخلاق اور روحانی خوشی پر بڑا بھاری اثر کیا ہے۔ لیکن مادی اشیاء میں ممانعت نے ایک معجزہ دکھایا ہے۔ ہمارے ڈاک خانہ کے بچت فنڈ آگے سے آٹھ گنا بڑھ گئے ہیں۔ کوہستانی علاقوں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

خطبہ جمعہ

برلن میں احمدیہ مسجد بنانے کی تحریک

احمدی خواتین کا اولوالعزمانہ ایثار

از حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

(۲ مارچ ۱۹۲۳ء)

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

حضرت مسیح علیہ السلام کا ایک قول جو ایک عام قانون قدرت کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ وہ مجھے بہت پسند آتا ہے۔ فرماتے ہیں۔

درخت اپنے پھلوں سے پہچانا جاتا ہے

کسی درخت کی قیمت۔ کسی درخت کی حقیقت۔ کسی درخت کا فائدہ اس کی عام نفع رسانی اور اس کا لوگوں کیلئے موجب برکات ہونا اس کا اندازہ اس کے پھل سے ہی لگایا جاسکتا ہے۔ پھل سے یہ مراد نہیں۔ کہ وہ میوہ جو کھایا جاتا ہے۔ بلکہ پھل سے وہ مقصد اور مدعا وہ کام اور غرض مراد ہے۔ جس کے لیے کوئی درخت لگایا جاتا ہے۔ ایک درخت جو اس لیے لگایا جاتا ہے۔ کہ اس کے پتوں سے فائدہ اٹھایا جائے۔ اس کے پتے ہی اس کا پھل ہیں۔ ایک درخت جو اس لئے لگایا جاتا ہے۔ کہ اس کا ایندھن بنایا جائے۔ اس کی لکڑی اس کا پھل ہے ایک ایسا درخت جو میوے کے لئے لگایا جاتا ہے۔ اس کا میوہ اس کا پھل ہے۔ غرض جو درخت جس مقصد کے لئے لگایا جاتا ہے۔ اگر اسی کے مطابق وہ میوہ پیدا کرتا ہے۔ اور لوگ اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں تو وہ اعلیٰ درجہ کا پھل لاتا ہے۔ مثلاً ایک ایسا درخت جو پتوں کی غرض سے لگایا جاتا ہے۔ یعنی اس کے پتے ایسے مفید ہوتے ہیں۔ کہ دوائیوں میں پڑتے ہیں۔ یا اس کی شاخیں ایسی عمدہ اور کارآمد ہوتی ہیں۔ کہ صنعت و حرفت میں کام آتی ہیں۔ یا اس کا سایہ ایسا اچھا ہوتا ہے۔ کہ لوگ اس سے آرام پاتے ہیں۔ جب یہ کام دینے لگ جائے۔ تو وہ درخت اچھا ہوگا۔ کیونکہ اس کا پھل اچھا ہے۔ لیکن اگر وہ اس غرض کو پورا نہیں کرتا جس کے لئے لگایا گیا۔ تو وہ درخت اچھا نہیں ہوگا۔ اس کو اگر ساری دنیا اچھا سکہے۔ تو وہ اچھا نہیں بن سکتا۔ اور اگر اس کی جو غرض ہو اسے وہ پورا کرے۔ تو ساری دنیا کے برا کہنے سے وہ برا نہیں ہوسکتا۔ یہ ایک ایسی حقیقت ہے کہ اس سے ہزاروں جگہ فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے۔ کسی

سلسلہ کی سچائی اور اس کی راستی کا معیار

بھی یہ بات ہے۔ کہ آیا اس کا پھل قیمتی اور کارآمد ہے۔ یا نہیں۔ وہ سلسلہ اس غرض اور غائت کو پورا کرتا ہے یا نہیں۔ جو روحانی سلسلہ کی ہوا کرتی ہے۔ اگر کوئی سلسلہ اپنی تاثیرات اور اپنے ثمرات اور اپنی نفع رسانیوں سے ثابت کردے۔ کہ وہ اس غرض کو پورا کرتا ہے۔ جو روحانی سلسلہ کی ہوا کرتی ہے۔ تو وہ اعلیٰ اور سچا ہے لیکن اگر کوئی سلسلہ اپنے پھلوں سے اپنے اعلیٰ ہونے کا ثبوت نہیں دیتا۔ تو وہ سچا کہلانے کا مستحق نہیں ہوسکتا۔

ہمارے سلسلہ کے متعلق بھی لوگوں کو شبہات پیدا ہوتے ہیں۔ اور شبہات پیدا کیا ہوتے ہیں۔ یوں کہو کہ چونکہ ہمارا سلسلہ ان لوگوں کے عقائد اور خیالات کو باطل قرار دیتا۔ اور ان کو رد کرتا ہے۔ اس لئے عام طور پر وہ لوگ سلسلہ کی مخالفت پر کمربستہ رہتے ہیں۔ اور عیب نکالنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ لیکن ایک عقلمند اور منصف انسان کے لئے فیصلہ کرنے میں بہت آسانی اور سہولت ہو جاتی ہے۔ اگر وہ یہ دیکھے۔ کہ کیا اس سلسلہ کے پھل ایسے ہی ہیں جیسے پہلے روحانی سلسلوں کے ہوتے رہے ہیں۔ اگر اسے ویسے ہی پھل نظر آئیں۔ تو اسے اس سلسلہ کو بھی روحانی ماننا پڑیگا۔ لیکن اگر کوئی پھر بھی اعتراض کرے گا تو یہ اس کی اندرونی خرابی اور نقص کی وجہ سے ہوگا۔ نہ یہ کہ سلسلہ سچا نہیں ہوگا۔ دیکھو اگر نیشکر اعلیٰ درجہ کا ہے اور اس کے چکھنے سے کسی کو کڑواہٹ معلوم ہوتی ہے۔ تو یہ نیشکر کا نقص نہیں ہوگا۔ بلکہ چکھنے والے کا ہوگا۔ اسی طرح اگر شیریں پھل سے کسی کے منہ میں کڑواہٹ پیدا ہوتی ہے۔ تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ پھل خراب ہے۔ بلکہ یہ کہ چکھنے والے کے اندر مرض ہے۔ اسی طرح اگر ایک کھانے کا عمدہ ہونا دلائل اور مشاہدات سے ثابت ہوجائے۔ اور پھر کچھ لوگ اس کے متعلق اعتراض کریں۔ کہ یہ پھیکا ہے۔ بدمزہ ہے۔ یا یہ کہ اس میں نمک زیادہ ہے۔ تو اس کے یہ معنی نہیں ہونگے۔ کہ کھانا خراب ہے۔ بلکہ یہ کہ نقص نکالنے والوں میں نقص ہے۔ اس صورت میں ہمارے لئے یہ ضروری نہیں ہوگا۔ کہ ہم کھانے کی اصلاح کریں۔ بلکہ یہ ضروری ہوگا۔ کہ اعتراض کرنے والوں کی بیماری کی اصلاح کریں۔ ان کے ناک۔ زبان اور عقل کی شہادت اس امر کے لئے کافی نہیں ہوگی۔ کہ کھانے میں تغیر کریں۔ بلکہ وہ اس امر کی طرف توجہ دلائے گی۔ کہ ان کی بیماری کی طرف توجہ کی جائے۔

اس وقت ہمارے سلسلہ اور سلسلہ کے کاموں کے متعلق ایک نئی تحریک کے متعلق اسی قاعدہ کے مطابق صداقت ثابت ہوئی ہے۔ تین چار ہفتے ہوئے ہیں۔ نے

مسجد برلن کے لئے اعلان

کیا تھا۔ ہماری جماعت غریب اور کمزور لوگوں کی جماعت ہے پھر اس کے اخراجات کو دیکھکر کون کہہ سکتا ہے۔ کہ ایسی بڑی بڑی رقمیں جن کی ضرورت پیش آتی رہتی ہے جمع کرسکتی ہے۔

خلافت ٹرکی کے لئے چندہ

کی سارے ہندوستان میں تحریک کی گئی۔ اور مسلمانوں میں ایسے ایسے لوگ موجود ہیں جو اکیلے کروڑ کروڑ روپیہ دے سکتے ہیں۔ مگر اس کے باوجود ان کی رقمیں دس بارہ لاکھ سے زیادہ نہ ہوسکیں۔ اور اس کا اثر یا پڑا کہ اگر خلافت کیلئے چندہ دیتے ہیں۔ تو یہاں کی تحریکوں کو چلانے کیلئے کچھ نہیں رہتا۔ حتیٰ مرکزی خلافت کمیٹی کو فیصلہ کرنا پڑا کہ انگورہ فنڈ سے روپیہ کاٹ کر یہاں کے اخراجات میں لگایا جائے۔

اس کے مقابلہ میں ہماری جماعت ہے۔ جو مال اور تعداد کے لحاظ سے یہاں کی سب اقوام سے کم ہے۔ حتیٰ کہ صرف پنجاب میں جتنے چوڑے رہتے ہیں۔ ان سے بھی احمدی کم ہیں۔ اور مال کے لحاظ سے بھاڑے وغیرہ بہت چھوٹی اقوام بلکہ ان قوموں کے بعض افراد کے پاس جتنا مال ہے۔ اتنا ہماری ساری جماعت کے پاس نہیں ہے۔ مگر باوجود اس کے اللہ تعالیٰ اس جماعت سے جو کام لے رہا ہے۔ اس کی طرف دیکھو کہ وہ کیا عظیم الشان ہے۔ ہندوستان میں سات آٹھ کروڑ کے قریب کہتے ہیں مسلمان ہیں پھر

مسلمانوں کی زندگی اور موت کا سوال

تھا۔ ہمارے چندہ کے متعلق یہ سوال نہیں تھا۔ مسجد لندن ایک تحریک تھی۔ اور بہت بابرکت اور ضروری تحریک تھی۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں تھا۔ کہ اگر لندن میں مسجد نہ بنی۔ تو ہم ہلاک ہو جائیں گے۔ اسی طرح برلن میں مسجد کی تحریک ہے۔ بہت مفید ہے۔ مگر یہ نہیں کہ اگر نہ بنی تو ہماری جماعت ٹوٹ جائیگی۔ مگر مسلمانوں کی تحریک ایسی تھی کہ وہ خود کہتے تھے۔ اگر اس میں کامیابی نہ ہوئی۔ تو مسلمان تباہ و برباد ہو جائیں گے۔ لیکن باوجود اس کے ان کے لئے چند لاکھ روپیہ جمع کرنا مشکل ہو گیا۔ بالمقابل اس کے ہماری جماعت جو ان کا سواں حصہ بھی نہیں بنتی۔ ایک لاکھ روپیہ چند دنوں میں مسجد لندن کے لئے دیدیتی ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ اگر

ہماری زندگی اور موت کا سوال

ہو۔ تو ہماری مٹھی بھر جماعت دو کروڑ روپیہ بھی جمع کر سکتی ہے۔ اور اس سے زائد ہم اس لئے نہ جمع کریں گے۔ کہ اور دینا نہ چاہینگے۔ بلکہ اس لئے کہ ہمارے پاس کچھ اور ہو گا ہی نہیں۔ وہ سوال جو ہمارے لئے زندگی اور موت کا سوال ہو گا۔ اس کے لئے روپیہ کی انتہا خواہ کوئی بھی ہو۔ اس لئے نہ ہو گی کہ اس سے زیادہ ہم دینا نہ چاہیں گے۔ بلکہ اس لئے ہو گی کہ ہمارے پاس دینے کے لئے کچھ اور ہو گا ہی نہیں۔ باقی صرف جانیں ہوں گی۔ اور

جانوں کے دینے سے بھی دریغ نہ ہو گا

کیا عقلمند اور سمجھدار لوگوں کے لئے یہ بات غور و فکر کے قابل نہیں ہے۔ کہ ایک ایسی قوم جو مدتوں سے مردہ چلی آتی ہے۔ اس کے افراد میں ایسی روح ایسا جوش اور ایسا ولولہ پیدا ہو جائے۔ یہ کوئی معمولی بات نہیں یہ خدا تعالیٰ کا ہی کام ہے۔ کہ اس نے ایسی حالت پیدا کر دی ہے۔ یہ

کسی انسان کا کام نہیں ہو سکتا

دیکھو بڑے بڑے لوگ تھے جنہوں نے لوگوں کی عقلوں اور فہموں پر تصرف حاصل کر لیا۔ مگر ان کا تصرف عارضی اور چند دن کا تھا۔ مسٹر گاندھی کو کتنا عروج ہوا۔ مگر عارضی۔ محمد علی شوکت علی صاحبان کو کس قدر لوگوں نے بلند کیا۔ مگر عارضی۔ کچھ عرصہ پہلے مسٹر گاندھی کا کتنا شور تھا۔ مگر دو ہی سال گئے ہیں آج ان کو لوگوں پر پہلے اثر کا دسواں حصہ بھی حاصل نہیں۔ ان عارضی جوشوں کی ایسی ہی مثال ہوتی ہے۔ جیسے روڑیوں پر پھول اگ آتے ہیں۔ اور چند دن میں مرجھا جاتے ہیں۔ مگر جو پھول باغ میں ہوتے ہیں ان کی باغبان نگرانی کرتا ہے۔ ایک مرجھا جاتا ہے۔ تو دوسرا اس کی جگہ لگا دیتا ہے۔ تو انسانوں کے پیدا کئے ہوئے جوش مستقل نہیں ہوتے۔ مگر خدا تعالیٰ کے پیدا کردہ جوشوں میں استقلال ہوتا ہے۔ جب کبھی ذرا سستی پیدا ہونے لگے۔ تو اور جوش پیدا کر دیتا ہے برلن میں مسجد کے متعلق جو تحریک کی گئی ہے۔ اس میں دیکھا گیا ہے۔ کہ عورتوں نے اپنے اخلاص کا ایسا اعلیٰ نمونہ دکھایا ہے۔ جو کسی اور جگہ ہرگز نہیں مل سکتا۔ اس وقت تک ۲۵ ہزار کے وعدے ہو چکے ہیں۔ اور کوئی تعجب نہیں کہ جو رقم ہم نے لگائی ہے۔ اس سے بہت زیادہ ہو جائے۔ کیونکہ ابھی تک کئی جماعتیں باقی ہیں۔

اس تحریک کے متعلق بھی دیکھا جائے۔ تو اس میں بھی یہی بات پائی جاتی ہے۔ کہ درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے۔ اور وہی بات آج میں پیش کرنا چاہتا ہوں۔ جو یہ ہے۔ کہ خدا تعالیٰ نے بعض ایسے سامان پیدا کئے ہیں۔ جن سے معلوم ہوتا ہے کہ

خدا تعالیٰ کو یہ تحریک مقبول ہے

جہاں دوسرے لوگوں کی یہ حالت ہے۔ کہ مال خرچ کرنے کی وجہ سے ان میں سے لوگ مرتد ہو جاتے ہیں۔ وہاں ہمیں ایک نیا تجربہ ہوا ہے۔ میں نے اس مسجد کی تحریک کے بنے یہ شرط رکھی تھی۔ کہ احمدی عورتوں کی طرف سے یہ مسجد ہو گی۔ جو ان کی طرف سے نومسلم بھائیوں کو بطور ہدیہ پیش کی جائیگی اب بجائے اس کے کہ وہ عورتیں جنہیں کمزور کہا جاتا ہے۔ اس تحریک کو سن کر پیچھے ہٹتیں۔ عجیب نظارہ نظر آیا اور وہ یہ کہ اس تحریک پر اس وقت تک

گیارہ عورتیں احمدیت میں داخل

ہو چکی ہیں۔ تاکہ وہ بھی اس چندہ میں شامل ہو سکیں۔ یہ خبر اس وقت تک آچکی ہے۔ اوروں کا پتہ نہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ عورتیں پہلے ہی احمدی تھیں۔ کوئی اس لئے مذہب نہیں بدلا کرتا۔ کہ چندہ دے۔ وہ پہلے احمدی تھیں۔ مگر ان میں احمدیت کے اظہار کی جرأت نہ تھی۔ اب انھوں نے دیکھا۔ کہ اگر اب بھی جرأت نہ کی۔ تو اس ثواب سے محروم رہجائیں گی۔ گویا اس طرح اس تحریک نے گیارہ روحوں کو ہلاکت سے بچا لیا۔ اور یہ

پہلا پھل

ہے۔ جو اس تحریک سے ہم نے چکھا ہے۔ کہ گیارہ روحیں ہلاکت سے بچ گئی ہیں۔ ایک مثل مشہور ہے اور وہی بات یہاں بن جاتی ہے۔ کہتے ہیں۔ ایک بادشاہ گذر رہا تھا۔ کہ اس نے دیکھا۔ ایک بوڑھا ۸۰-۹۰ سال کی عمر کا درخت لگا رہا ہے۔ وہ درخت کوئی اس قسم کا تھا جو لمبے عرصہ کے بعد پھل دیتا ہے۔ بادشاہ نے اس بوڑھے کو کہا۔ یہ درخت تو بہت عرصہ کے بعد پھل دیگا۔ تم اس سے کیا فائدہ اٹھا سکو گے۔ بڈھے نے کہا بادشاہ سلامت بات یہ ہے کہ ہمارے باپ دادا نے درخت لگائے جن سے ہم نے پھل کھائے۔ اب ہم درخت لگاتے ہیں۔ جن سے آئندہ آنے والے پھل کھائینگے۔ بادشاہ نے یہ سنکر کہا زہ یعنی کیا خوب بات کہی ہے۔ اور اس کا حکم تھا۔ کہ جس کی بات پر میں زہ کہوں۔ اسے چار ہزار روپیہ دینا چاہیئے۔ جب بادشاہ نے زہ کہا۔ تو چار ہزار کی تھیلی اسے دیدی گئی۔ بڈھے نے تھیلی ہاتھ میں لیکر کہا۔ بادشاہ سلامت آپ کہتے تھے۔ کہ تو اس درخت کا پھل کب کھائیگا۔ لوگوں کے درخت تو دیر کے بعد پھل دیتے ہیں۔ میرے درخت نے

لگاتے لگاتے پھل دے دئے - بادشاہ نے پھر کہا زہ اور خزانچی نے چار ہزار کی اور تھیلی اسے دیدی - بڈھے نے دوسری تھیلی لے کر کہا - بادشاہ سلامت - لوگوں کے درخت تو سال میں ایک دفعہ پھل دیتے ہیں - میرے درخت نے بیٹھے بیٹھے دو دفعہ پھل دے دئے - بادشاہ نے پھر کہا زہ - اور تیسری تھیلی اسے دی گئی - اسپر بادشاہ نے کہا یہ بڈھا تو ہمیں لوٹ لیگا - چلو یہاں سے چلیں - اور روانہ ہو گیا

مسجد برلن کے متعلق بھی زہ والی ہی مثال ہے - لوگوں کی مسجدیں تو اسلئے بنتی ہیں - کہ جو ایمان لے آئے ہیں وہ نمازیں پڑھیں - مگر ہماری مسجدوں کی تحریکوں میں لوگ ایمان لے آتے ہیں - یہ درخت کا پھل ہے جو بتاتا ہے کہ یہ درخت کس قسم کی خوبیاں رکھتا ہے - پھل سے ہی درخت کی خوبی معلوم ہوتی ہے - اور اس درخت کے پھل نے بتا دیا ہے - کہ یہ بہت اعلیٰ ثمرات رکھتا ہے - دیکھو جس درخت کو لگاتے ہوئے اس کی جڑ میں گیارہ آدمیوں کے ایمان کا پانی سینچا جائے گا - وہ کیسا اعلیٰ ہو گا - اور اپنے وقت پر وہ کیسے ثمرات دیگا

اس کے بعد میں یہاں کی جماعت کے لوگوں کو اور ان کی عورتوں کو اور باہر کی جماعتوں کو اور ان کی عورتوں کو مخاطب کرتا ہوں کہ ابھی تک

بہت سی جماعتوں کے چندے نہیں آئے

تازہ تازہ کام کے کرنے میں جو ثواب اور لطف ہوتا ہے وہ بعد میں نہیں ہوتا - اور سابقون کو جو درجہ حاصل ہوتا ہے - وہ بعد میں آنے والوں سے بہت اعلیٰ ہوتا ہے - دیکھو ایک صحابی تو ابوبکر رضؓ بن گیا - اور ایک وہ بھی صحابی ہو گا جو بعد میں ایمان لایا - اور اس کا کوئی نام بھی نہیں جانتا اس کی کیا وجہ ہے - یہی - کہ ابوبکر رضؓ اسوقت ایمان لایا جب اس کے کان میں آواز پڑی - اور دوسرے بعد میں ایمان لائے - تو دیر سے کام کرنے میں بھی ثواب میں کمی ہو جاتی ہے - یہاں بھی وہ مستورات جنھوں نے چندے نہیں دئے یا دا نہیں کئے - اور باہر کی جماعتوں کی مستورات کو بھی جنھوں نے چندے نہیں لکھائے یا دا نہیں کئے تحریک کرتا ہوں - کہ وقت پر ایک پیسہ جو فائدہ دے سکتا ہے بے وقت ہزار ہا روپیہ بھی اتنا فائدہ نہیں دے سکتا - پس جن بہنوں نے چندے لکھائے ہیں - اُن کو چاہیئے کہ جلدی ادا کریں - اور بھائیوں کو چاہیئے کہ انکو تحریک کرتے رہیں - اگرچہ اس کام میں مردوں کا چندہ نہیں رکھا گیا - مگر وہ عورتوں میں تحریک کر کے ثواب حاصل کر سکتے ہیں - اب کئی گھبرا کر لکھ رہے ہیں کہ ہماری عورتیں غیر احمدی ہیں - ہم کیا کریں - میں کہتا ہوں - کہ یہ تمہاری

سُستی کا خمیازہ

ہے - کیوں تم نے اُن کو احمدی نہیں کیا - اور جب تم نے اسقدر سستی دکھائی ہے - تو یہی وقت ہے کہ تمہیں چوٹ لگے - اور تم محسوس کرو - کہ تم سے کس قدر کوتاہی ہوئی ہے

پھر یہ بھی ایمان کی علامت ہے - کہ کئی لوگ لکھ رہے ہیں کہ آپ دُعا فرمادیں - میری بیوی

چندہ دینے میں کمزوری

نہ دکھائے - کہتے ہیں کسی مولوی نے عورتوں میں چندہ کی تحریک کی - اس کی اپنی بیوی بھی بیٹھی ہوئی تھی - وہ بھی ایک بالی دے آئی - جب وہ گھر آیا - اور معلوم ہوا کہ اس کی بیوی نے بھی بالی دی ہے - تو کہنے لگا تم نے کیوں دی؟ یہ تحریک تو اوروں کے لئے تھی نہ کہ اپنے گھر کے لئے - لیکن ہماری جماعت کے لوگوں کی یہ حالت ہے کہ وہ لکھ رہے ہیں - دعا کی جائے کہ ان کی عورتیں چندہ دینے میں کوتاہی نہ کریں -

پھر بعض لکھ رہے ہیں - کہ وفات یافتہ بیوی کی طرف سے چندہ دینے کی اجازت دی جائے

غرض یہ ایسا نظارہ ہے - کہ جو اپنی نظیر نہیں رکھتا اور جس کا نمونہ صحابہ کے زمانہ میں ہی پایا جاتا ہے - اور معلوم ہوتا ہے - کہ اگر اللہ تعالےٰ کے لئے جانیں بھی قربان کرنی پڑیں - تو ہماری جماعت دریغ نہ کریگی

دوستوں کو چاہیئے - کہ جہاں تک ہو سکے - جلدی اس ثواب کو حاصل کرنے کی عورتوں کو تحریک کریں کیونکہ اگر اسی وقت مسجد بننے لگے - تو اس رقم میں بن سکتی ہے - ورنہ بعد میں ممکن ہے کہ

دس لاکھ

میں بھی نہ بن سکے - پس مردوں کو چاہیئے کہ تحریک میں جلدی کریں - اور عورتیں چندے دینے میں جلدی کریں -

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی ذمہ داریوں کو سمجھنے اور ان کو پورا کرنے کی توفیق دے - اور ہدایت پر قائم رکھے -

ناظر بیت المال کا ضروری اعلان

اکتوبر - نومبر اور دسمبر ۱۹۲۲ء تک اس اول سہ ماہی میں جس قدر رقوم جماعتوں کی طرف سے وصول ہو چکی تھیں وہ سب بجٹ سال رواں معہ بقایا ارسال کرتے ہوئے درج کی گئی تھیں تاکہ سب جماعتوں کے عہدہ داران ان رقوم کو اچھی طرح سے پڑتال کریں - اور اپنے رجسٹروں سے مقابلہ کرلیں - تا اگر کسی قسم کا فرق ہو درک - تا ایک ہفتہ کے اندر اس دفتر کو بقید تاریخ ادخال خزانہ صدر نمبر کوپن - تعداد رقم سے اطلاع دیں - تاکہ ایسا فرق رجسٹر روزنامچہ دیکھ کر درج کیا جائے لیکن اب تک کسی جماعت کی طرف سے اطلاع نہیں ملی - اس سے معلوم ہوتا ہے کہ میرے دفتر کا حساب اور ان کے رجسٹر کا حساب آپس میں ملتے ہیں لیکن میں احتیاط کے واسطے جماعتوں کے مالی عہدہ داران کو پھر توجہ دلاتا ہوں اور ان کی خدمت میں خصوصیت سے عرض کرتا ہوں کہ وہ اپنے حساب اور میرے مرسلہ حساب کو خوب پڑتال کرلیں - اگر اسمیں ان کو ایک پائی کا بھی فرق معلوم ہووے - تو فوراً مجھے اطلاع کریں -

ایسا ہی بجٹ معہ بقایا کا پورا کرنا بھی جس کی آخری تاریخ ۳۰ ستمبر ۲۳ء ہے - ہر ایک جماعت کا فرض ہے - براہ راست ارسال کرنیوالے احباب خصوصیت سے توجہ کریں وہ کسی نہ کسی جماعت میں شامل ہو جاویں جماعت کے ساتھ چندہ ارسال کرتے ہوئے کوپن پر ہمیشہ اپنی جماعت کا نام نوٹ کیا کریں - ورنہ رقم ان کے کھاتہ میں بغیر ایسی تحریر کے درج ہو جاویگی - ایسے ہی عہدہ داران جماعت بھی اسے یاد رکھیں - یعنی یہ کہ کوپن پر ہر ایک صاحب اپنی جماعت کا نام ہمیشہ نوٹ کیا کریں - ناظر بیت المال قادیان دارالامان

اسباب پرستی کی مذمت

"اسباب پرستی - پتھر پرستی سے بڑھکر ہے پتھروں کی پوجا اگر محرقہ ہے تو اسباب پرستی تپ دق ہے جس نے دُنیا کو ہلاک کر دیا ہے یاد رکھو

مولوی ثناء اللہ صاحب کا حلف سے گریز

دس ١٠٠٠٠ ہزار روپیہ دینے پر بھی

مولوی ثناء اللہ نے ٢ مارچ کے اہلحدیث میں "میں حیدرآباد میں" کے عنوان سے ایک مضمون شایع کرایا ہے جس میں وہ اس حلف کا جس کا اس سے مطالبہ کیا گیا تھا اپنی طرف سے یہ جواب نقل کرتا ہے:۔

"چونکہ سال تک زندہ اور سلامت رہنے کی صورت میں میں سچا ثابت ہونگا اسلئے بعد سال خلیفہ قادیان اور سیٹھ عبد اللہ الہ دین صاحب بحکم کونوا مع الصادقین قادیانی نبی کو چھوڑ کر میرا ساتھ دیں۔ اگر اس حال میں بھی قادیانی مذہب نہ چھوڑیں تو دس ہزار روپیہ تاوان دیں۔"

اسکے ساتھ ہی یہ بھی لکھتے ہیں "اس کا جواب آج ١٧ فروری تک نہیں پہنچا۔ آیندہ دیدہ باید۔"

حلف کے متعلق مولوی ثناء اللہ نے مندرجہ بالا مطالبہ ١٠ فروری ١٩٢٣ء کو کیا اور ١٢ فروری کو جناب سیٹھ عبد اللہ الہ دین صاحب کی طرف سے اس کا جواب شایع ہو گیا۔ اسپر بھی جب مولوی ثناء اللہ حلف کیلئے تیار نہ ہوا۔ تو ٢٠ فروری کو ایک اور اشتہار شایع کیا گیا۔ یہ دونوں اشتہار کئی دن ہوئے۔ ہمارے پاس پہنچ چکے ہیں۔ اور یقیناً مولوی ثناء اللہ کو بھی پہنچا دئے گئے تھے پھر نہ معلوم کس دیانتداری سے یہ لکھ دیا گیا کہ اس کا جواب نہیں پہنچا۔

مولوی ثناء اللہ کو چاہیئے تھا کہ جب اسکی خود پیش کردہ شرط دس ہزار روپیہ دینے کی بلاکم وکاست مان لی گئی تھی۔ تو پھر حلف اُٹھانے سے ہرگز گریز نہ کرتا۔ لیکن جیسا کہ حسب ذیل اشتہار سے ظاہر ہے۔ وہ اسپر قائم نہ رہا۔

"صاحبو! جن لوگوں نے انجمن احمدیہ حیدرآباد وسکندرآباد کے ابتدائی اشتہارات دیکھے ہیں۔ ان کو بخوبی یاد ہوگا کہ انجمن احمدیہ اور انجمن اہلحدیث سکندرآباد کے مابین جو خط وکتابت ہوئی تھی اسکے مطابق پہلے تو مباہلہ کی تجویز ٹھہری تھی۔ جسمیں فریقین کی طرف سے پانچ پانچ عالم شامل ہونے قرار پائے تھے۔ اور اس میں انعام کے دینے یا لینے کی کوئی شرط نہ تھی۔ مگر جب مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری وارد بلدہ ہوئے اور انھوں نے مباہلہ کرنے سے صاف انکار کر دیا تو انجمن احمدیہ نے حلف کا اشتہار شایع کیا۔ اور لکھا کہ اگر مطبوعہ اعلان کے مطابق مولوی ثناء اللہ صاحب حلف کریں تو ہم بغیر کسی شرط کے پانچسو روپیہ انعام اس حلف میں مولوی صاحب موصوف کو فوراً دیدینگے۔ لیکن بجائے اسکے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب مطلوبہ حلف اُٹھاتے اور حلف اُٹھا کر ہم سے پانچسو روپیہ انعام وصول کرتے حلف ٹالنے کی غرض سے مولوی صاحب نے یہ شرط پیش کی۔ کہ خلیفۃ المسیح ثانی اور ممبران صدر انجمن احمدیہ مجھے فلاں مضمون کی ایک خاص تحریر دیدیں تو حلف اُٹھا سکتا ہوں۔ ورنہ نہیں۔ جس کا جواب انجمن احمدیہ حیدرآباد وسکندرآباد نے یہ دیا۔ کہ شرط مساوی ہونی چاہیئے۔ اسلئے جس قسم کی تحریر آپ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی اور ممبران صدر انجمن احمدیہ سے چاہتے ہیں۔ اسی قسم کی تحریر آپ اہل حدیث کانفرنس کے پریزیڈنٹ اور جملہ ممبران کانفرنس سے ہم کو بھی دلادیں۔ اور اگر یہ شرط آپ کیلئے مشکل ہو تو کم از کم جماعت اہل حدیث حیدرآباد وسکندرآباد سے ہی ایسی تحریر دلادیں اس کے بالمقابل انجمن احمدیہ حیدرآباد وسکندرآباد بھی ایسا ہی اقرار لکھ دیگی۔ اس معقول اور فریقین کیلئے مساوی شرط کا تو مولوی ثناء اللہ صاحب نے اب تک کچھ جواب نہیں دیا۔ اور نہ اُمید ہے کہ دے سکیں۔ مگر اس کے بعد ١٠ فروری ١٩٢٣ء کو جب مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے ایک خاص مجلس میں جس میں کہ ہمارے شہر کے ایک معزز ومحترم باوقار انسان یعنی عالیجناب مہاراجہ سرکشن پرشاد بہادر یمین السلطنت بھی رونق افروز تھے اس بات کا اظہار کیا کہ میرے حیدرآباد آنے کا اصل مقصود سیٹھ عبد اللہ الہ دین ہیں۔ تاکہ انکو ہدایت ہو جائے۔ تو میں نے اپنے ذاتی اطمینان اور تسلی کیلئے ١٢ فروری ١٩٢٣ء کو بذات خود یہ اشتہار شایع کیا کہ اگر مولوی ثناء اللہ صاحب کے اس سفر کی مقدم غرض یہی ہے کہ مجھ کو ہدایت ہو جائے تو مولوی ثناء اللہ صاحب اس حلف کے مطابق جیسے ١٢ فروری ١٩٢٣ء کے اشتہار میں درج کی ہے قسم کھا جائیں۔ میری طرف سے یہ اقرار ہے کہ اگر اس حلف کے بعد مولوی ثناء اللہ صاحب ایک سال تک صحیح سلامت زندہ رہے یا ان پر کوئی عبرتناک غضبناک عذاب آیا تو میں اہلحدیث ہو جاؤنگا۔ یا مولوی ثناء اللہ صاحب کے حسب خواہش (جس کا اظہار انھوں نے اپنے ١٠ فروری ١٩٢٣ء کے اشتہار میں کیا ہے) مبلغ دس ہزار روپیہ مولوی صاحب موصوف کو بطور انعام ادا کرونگا۔ اب اے انصاف پسندو! غور کرو۔ اس اشتہار کے بعد جو میں نے اپنی ذاتی تسلی اور اطمینان کیلئے شایع کیا تھا اس کا مولوی ثناء اللہ صاحب کی طرف سے کیا جواب ملنا چاہیئے تھا۔ خصوصاً جبکہ میں نے یہ بھی اقرار شایع کر دیا تھا۔ کہ اگر اس حلف کے بعد مولوی ثناء اللہ صاحب ایک سال تک صحیح سلامت زندہ رہے۔ یا ان پر کوئی عبرتناک غضبناک عذاب نہ آیا۔ تو میں اہلحدیث ہو جاؤں گا۔ یا مولوی ثناء اللہ صاحب کے حسب خواہش مبلغ دس ہزار روپیہ مولوی صاحب موصوف کو بطور انعام کے ادا کروں گا۔ مگر حیرت ہے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب جو میری ہدایت کے لیئے اتنا لمبا سفر کر کے یہاں تشریف لائے ہیں۔ اور کئی بار سٹیج پر کھڑے ہو کر یہ بھی بیان کر چکے ہیں۔ کہ الہ دین بلڈنگس میں جو آگ لگی ہے۔ اس کو بجھانے آیا ہوں۔ باوجود میرے سب باتوں کو قبول کر لینے کے بھی میری پیش کردہ حلف کے مطابق قسم کھانے سے گریز کرتے ہیں۔ میں نے دس ہزار روپیہ بھی دینا منظور کیا۔ اہلحدیث ہونا بھی قبول کیا۔ مگر مجھے کہا جاتا ہے کہ پہلے یہی اقرار خلیفہ صاحب قادیان سے بھی لکھوا لاؤ۔ حالانکہ جو اشتہار ١٢ فروری ١٩٢٣ء کو میں نے شایع کیا تھا۔ اسمیں میں نے بالتصریح لکھ دیا تھا کہ چونکہ مولوی ثناء اللہ صاحب میری ہدایت کے لئے یہاں تشریف لائے ہیں۔ اسلئے میں اپنے ذاتی اطمینان اور تسلی کیلئے بذات خود یہ اشتہار شایع کرتا ہوں۔ اگر مولوی ثناء اللہ صاحب کو مجھے ہدایت پر لانے کی خاص تڑپ تھی تو ان کا فرض تھا کہ میری پیش کردہ حلف کے مطابق قسم اٹھا کر میری تسلی کرتے اور اپنا حق پر ہونا ثابت کرتے۔ مگر حلف سے گریز کرنے کا جو طریقہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے اختیار کیا ہے اس سے یہ ایک صاف طور پر نتیجہ نکال سکتی ہے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی غرض محض لوگوں کو دھوکا دینا اور مغالطہ میں ڈالنا ہے۔ حق اور حقیقت سے ان کو کوئی تعلق نہیں ہے۔"

خاکسار

عبد اللہ الہ دین

٢٠ فروری ١٩٢٣ء

سکندر آباد میں مولوی ثناء اللہ کی ناکامی

اخبار الفضل میں میری مرسلہ رپورٹ قلمی ونیز دو جلسوں کی مطبوعہ رپورٹ کا خلاصہ بنظر اختصار ایڈیٹر الفضل نے اپنے الفاظ میں تحریر فرماتے ہوئے جو نتیجہ خیز عبارت تحریر فرمائی۔ اسیر الفاظ پرست مولوی ثناء اللہ صاحب اور اُن کے ہواخواہ صرف ایک لفظ پر چراغ پا ہو رہے ہیں۔ اور ہر ایک کے آگے فریاد کر رہے ہیں کہ دیکھو کس قدر غلط خبریں قادیان کے اخباروں میں شائع ہوتی ہیں جس لفظ پر آسمان سر پر اٹھایا جا رہا ہے۔ حالانکہ وہ صحیح اور معنے خیز ہے۔ وہ یہ ہے کہ (چلدیے) یعنے جہاں آپ نے یہ تحریر فرمایا ہے "مولوی ثناء اللہ ...... کھسیانے ہو کر چلدیے"! میں نے تو مفصل حالات آپ کو اپنی رپورٹ میں لکھے ہی نہیں۔ اور نہ وہ الفاظ ہی لکھے۔ جو بطور فیصلہ کے حکم نے ہماری طرف ڈگری دی۔ کیونکہ ہم اپنے ایسے فتوحات کو جائے فخر ہی نہیں خیال کرتے۔ کیونکہ صدہا مرتبہ ایسے مواقع ہیں پیش آتے ہیں۔ اور ہم نظر انداز کر جاتے ہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ عالیجناب خانصاحب احمد علاء الدین صاحب برادر عالیجناب عبدالصمد بھائی صاحب نے جبکہ ایک خاص مجلس میں مولوی ثناء اللہ صاحب سے یہ فرمایا کہ ہم کوئی عالم نہیں۔ اور نہ آگے کے حالات سے واقف ہیں۔ ہم تو یہ چاہتے ہیں کہ اپنا اطمینان کریں۔ پہلے کے سارے قصوں سے ہمیں سروکار نہیں۔ اگر درحقیقت مرزا صاحب سچے نہیں ہیں۔ تو جیسے ہمارے بڑے بھائی صاحب نے حلف کیلئے اشتہار شائع کیا ہے۔ آپ حلف کرلیں۔ تو ہم سب کو اطمینان ہو جائے گا۔ اسپر مولوی ثناء اللہ صاحب نے کہا کہ جبکہ ایک مقدمہ پریوی کونسل سے طے ہو گیا ہو۔ تو اسکو پھر ابتدائی عدالت میں لانے کی کیا ضرورت ہے۔ میرے اور جناب مرزا صاحب کے درمیان مباہلہ جو ہو چکا ہے۔ آپ اس کو دیکھیں۔ گو عالیجناب خاں صاحب ممدوح کا یہ منشاء نہ تھا۔ کہ سابقہ کہانی وہ سنتے بلکہ وہ تو اپنا اطمینان کرنے کے لئے تازہ ثبوت مانگتے تھے مگر بخیال مہمان نوازی مولوی ثناء اللہ صاحب کی باتیں سننے کیلئے تیار ہو گئے۔ اور مولوی صاحب مذکور نے اپنا بستہ کھولکر پورے فائل سارے نکالے اور پھر اپنی رہائش گاہ سے تمام کتب معہ ٹرنک کے منگوالیں۔ گویا باقاعدہ مباحثہ کا رنگ جما دیا۔ عالیجناب خاں صاحب ممدوح سے مولوی ثناء اللہ صاحب کا تخاطب تھا اور میرا تخاطب بھی انہی سے تھا جب اہلحدیث مناظر اپنی دلیل پیش کرتا تو جناب خانصاحب طرفین کے ثبوت تحریر فرماتے جاتے اور ایک ایک تحریر کو دو دو تین تین بار نہایت غور وفکر سے سنتے اور نہایت انصاف کے ساتھ بلا لحاظ فریقین کے وہ اپنا منشاء ظاہر کرتے جاتے تھے۔ چونکہ ہمیں صرف دعوت کا علم تھا۔ کسی گفتگو کے متعلق نہ میزبان کا خیال تھا نہ ہم سے اس کے متعلق کہا گیا تھا۔ مگر جبکہ بات چل پڑی تو میں نے اور عالیجناب مولوی بہاء اللہ خانصاحب مولوی فاضل نے جوابات دینا شروع کئے۔ جبکہ آخری فیصلہ والے اشتہار کے متعلق مولوی ثناء اللہ صاحب نے عالیجناب مفتی محمد صادق صاحب کا خط مندرجہ اخبار بدر اپنے ثبوت میں پیش کیا اور بہت کچھ زور لگایا۔ کہ اس سے قطعی فیصلہ موت کا ثابت ہوتا ہے۔ تو میں نے تفصیل سے عالیجناب خانصاحب ممدوح کو تمام واقعات سمجھائے۔ اسپر عالیجناب خانصاحب نے خداداد سعادت وحق پسندی کو مردانہ وار ظاہر فرمایا اور صاف کہدیا کہ اس تمام واقعہ کے سننے اور طرفین کی تحریرات کے دیکھنے سے دراصل یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ جناب مرزا صاحب اور مولوی ثناء اللہ صاحب کے درمیان مباہلہ کیلئے کوئی اگریمنٹ کنفرم نہیں ہوا۔ یہی الفاظ ہیں جو کہ عالیجناب خانصاحب احمد علاء الدین صاحب نے کئی بار فرمائے۔ اسپر مولوی ثناء اللہ صاحب نے اپنا بستہ لپیٹ کر رکھنا شروع کر دیا۔ اب غور طلب امر یہ ہے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب اس فیصلہ سے کھسیانہ ہوئے کہ نہیں۔ اور پھر اس بحث کے ختم ہو جانے پر گویا اس بحث سے وہ چلدیے یا نہیں۔ اگر درحقیقت مولوی ثناء اللہ صاحب کی ایسی ہی حس ہے کہ حکم کے فیصلہ سنانے کے بعد بھی جبکہ وہ ان کے خلاف فیصلہ دے اسپر وہ کھسیانے نہیں ہوتے تو پھر یہ امر ان کیلئے قابل مبارکباد ہے جس کیلئے ہم انہیں مبارکباد دیتے ہیں۔ بیشک ایسا ہی حوصلہ رکھکر انسان حق کی مخالفت کر سکتا ہے۔ اس کے بعد کا واقعہ یہ ہے کہ جب عالیجناب خانصاحب نے یہ اپنا قطعی خیال ظاہر فرما دیا اور مولوی ثناء اللہ صاحب اپنا بستہ لپیٹ کر جانا ہی چاہتے تھے اور ساری مجلس بھی برخاست ہونے لگی۔ تو میں نے دیکھا کہ جس پیالہ کو اپنے سر سے ٹالنے کے لئے مولوی ثناء اللہ صاحب نے پریوی کونسل کا فیصلہ سنانے کے لئے جناب خاں صاحب کا وقت لیا تھا۔ جبکہ اس پریوی کونسل کے فیصلہ کو خاں صاحب نے اپنی بیدار مغزی سے توڑ دیا۔ تو پھر میں نے انہیں توجہ دلائی کہ جبکہ وہ پریوی کونسل کا معاملہ ثابت ہی نہیں ہوا۔ تو اب کیوں۔ پھر مولوی ثناء اللہ صاحب کو حلف کرنے کے لئے آپ توجہ نہیں دلاتے۔ اس پر جناب خاں صاحب نے پھر مولوی صاحب کے سامنے وہی بات پیش کی۔ اب تو مولوی ثناء اللہ صاحب کی حالت تنگ آمد بجنگ آمد کی ہو گئی۔ وہ کہنے لگے کہ جماعت احمدیہ نے اولاً مباہلہ کا چیلنج دیا ہے۔ اس پر جناب خاں صاحب نے کہا کہ ہمارے بھائی صاحب نے تو اپنے زرد رنگ کے اشتہار میں دعا کے الفاظ لکھے ہیں ایس پر جماعت اہل حدیث نے میرے ذریعہ سے مباہلہ کا چیلنج جماعت احمدیہ کو دیا۔ جس کو جماعت احمدیہ نے منظور کر کے اپنے مباہلہ کرنے والوں کے نام بھی میرے ہاں بھیجدیے۔ مگر جماعت اہل حدیث نے اب تک نام ہی نہ بھیجے۔ اب مولوی ثناء اللہ صاحب نے دیکھا کہ یہ تو مشکل ہو گئی۔ جھٹ کہدیا کہ میں جماعت اہل حدیث سکندر آباد کا کوئی مطیع نہیں ہوں۔ کہ ان کے قول وقرار کی پابندی کروں۔ اس کے بعد پھر از سر نو مباہلہ کے متعلق گفتگو چل پڑی۔ اور معالم التنزیل کی ایک حدیث کا غیر مکمل حوالہ پڑھکر یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ مباہلہ کا نتیجہ فوراً ظاہر ہو جاتا ہے۔ اس پر اخویم مولوی بہاء اللہ خاں صاحب نے جبکہ وہی تفسیر لیکر مطالعہ کیا تو اسی حدیث میں (ما حال الحول) کا لفظ ایک سال کا موجود تھا۔ پھر اس پر بحث وتکرار چلتی رہی بلکہ فریقین سے دستخطی پرچے لئے گئے۔ اس کے بعد مجلس برخاست ہوئی۔

یہ ہے خلاصہ اس مجلس کی کارروائی کا۔ اب اس سے ناظرین بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں۔ کہ مولوی ثناء اللہ صاحب درحقیقت کھسیانے ہو کر اس بحث سے چلدیے۔ یا کہ نہیں۔ اگر اس کا یہ مطلب ہے کہ یہ

لفظ اسوجہ سے غلط ہے کہ میں اس آخری فیصلہ والے اشتہار کی گفتگو و فیصلہ کے بعد بھی چونکہ بیٹھا رہا اور دوسرے مسئلہ پر گفتگو کی تو اس سے ہمکو انکار نہیں بلا تامل ہم ان کے خیال کے مطابق اس بات کی تصحیح کر دیتے ہیں۔ کہ وہ چلے نہیں گئے تھے۔ اور اگر وہ یہ بھی نہیں جیسا کہ حیدر آباد میں واویلا مچا رہے ہیں کہ میں کھسیانہ نہیں ہوا تو ہم انہیں تسلی دیتے ہیں کہ آپ ضرور یہی سمجھیں کہ آپ کھسیانے نہیں ہوئے۔ مگر عام طبائع چونکہ اپنے خلاف ڈگری سنکر بہ لحاظ فطرتی تقاضا حیا کے نادم ہو جاتے ہیں۔ اس لئے عرفاً ایڈیٹر صاحب نے بطور نتیجہ کے لکھدیا۔ لہذا اس نتیجہ کیلئے ہم اصلاح کئے دیتے ہیں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کھسیانے ہو کر نہیں چلے گئے تھے۔ بلکہ ڈھیٹ ہو کر بیٹھے رہے تھے۔

العجب! ہم سے صحیح مباحثہ میں ذلیل ہو کر اسی شام کو ہزاروں کے مجمع عام میں دلیرانہ جھوٹ یہ بیان کر دیا گیا کہ احمدی علماء کانپ رہے تھے اور منہ سے بات نہیں نکل رہی تھی اور ہمارے پرچے بڑے زبردست لکھے گئے۔ یہ تو جھوٹ نہیں جو کہ سراسر خلاف واقعہ ہے۔ لیکن جو امر کہ صحیح لکھا گیا اور بطور مفہوم کے اختصاراً نتیجہ خیز عبارت میں چلدیئے کا لفظ لکھا گیا۔ تو یہ شور (خاکسار رسید بشارت علی)

نیوگ کے متعلق مہاشہ صاحبان جواب دیں

ستیارتھ پرکاش میں سوامی دیانند جی نیوگ کے متعلق فرماتے ہیں کہ "جس طرح ظاہراً سب کے سامنے بیاہ ہوتا ہے۔ اسی طرح نیوگ ہونا چاہیئے جس طرح بیاہ میں معزز آدمیوں کی منظوری اور دلہا دلہن کی رضامندی ہوتی ہے اسی طرح نیوگ میں بھی ہونی چاہیئے (یعنی) جب عورت اور مرد کا نیوگ ہونا ہو تب اپنے کنبہ میں مرد اور عورتوں کے سامنے اقرار کریں۔ کہ ہم دونوں نیوگ اولاد پیدا کرنے کیلئے کرتے ہیں۔ جب نیوگ کا منشا پورا ہو جائیگا تب ہمارا قطع تعلق ہوگا۔ اگر اس کے برعکس کریں تو گنہگار اور برادری یا حاکم وقت سے سزا کے مستوجب ہونگے۔ مہینہ بھر میں ایک دفعہ گربھادان کا کام کرینگے۔ گربھ ٹھہرنے کے بعد ایک سال تک الگ رہیں گے" صفحہ ۱۰۰

اب دریافت طلب مندرجہ ذیل امور ہیں۔

۱۔ کیا آریہ صاحبان بیاہ کی طرح ظاہراً نیوگ کراتے ہیں؟ اگر کرواتے ہیں تو کوئی مثال پیش کریں۔ اگر نہیں تو کیوں؟

۲۔ کیا وجہ ہے کہ پنڈت لیکھرام کی نسل جاری رکھنے کیلئے

(اشتہارات)

ہر ایک اشتہار کے مضمون کا ذمہ دار خود مشتہر ہے نہ کہ الفضل (ایڈیٹر)

اشتہار فروخت زمین

واقعہ قصبہ قادیان متصل دار الضعفاء و دیگر آبادی جدید نمبر خسرہ ۱۸۷۷ تعدادی رقبہ چھ کنال بارہ مرلے میری ملکیت ہے۔ یہ رقبہ گویا عین آبادی میں واقع ہے۔ میں اسکو بازاری قیمت پر فروخت کرنا چاہتا ہوں۔ لہذا اشتہار دیا جاتا ہے کہ جو صاحب آبادی کیواسطے اس رقبہ میں سے خریدنا چاہیں۔ وہ میرے ایجنٹ منشی خیر الدین وثیقہ نویس سے زبانی یا تحریری بات چیت کر لیں۔ آخیر فیصلہ قیمت کا میں خود کرونگا

(خان بہادر) مرزا سلطان احمد قادیان

موتیوں کا سرمہ

شاہی حکیم حضرت مولانا نور الدین صاحب خلیفۃ المسیح اول جو علم طب کے بادشاہ تھے۔ یہ "موتیوں کا سرمہ" آپ کا مجرب اور آپ سفر و حضر میں اس سرمہ کا استعمال رکھتے تھے۔ خارش آنکھ خشک و تر۔ ضعف بصر۔ پھولا۔ ککرے۔ پانی بہنا۔ سفیدی چشم۔ دھند۔ جالا۔ پڑوال۔ سبل۔ ابتدائی موتیا بند۔ ناخنہ غرضکہ آنکھ کی جملہ بیماریوں کیلئے اکسیر ہے۔ چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے۔ اور عینک کے استعمال کی حاجت نہیں رہتی۔ بچے سے لیکر بوڑھے تک کیلئے یکساں مفید ہے۔ اگر حسب ترکیب ایک ہفتہ کے لگاتار استعمال سے کسی صاحب کو کچھ فائدہ نہ ہو تو حلفیہ شہادت پر سرمہ واپس لیکر قیمت لوٹا دیجائیگی اس لئے کہ امیر و غریب اس تحفہ بے بہا سے یکساں فائدہ اٹھا سکیں۔ قیمت صرف ۲ روپیہ فی تولہ علاوہ محصولڈاک یہ ایک تولہ سال بھر کے لئے مفید ہے۔ ملنے کا پتہ

مینجر کارخانہ اخبار نور قادیان ضلع گورداسپور

احمدیت کے مطالعہ کیلئے دلچسپ مضمون

اصلاح خاتون

حصہ دوم

رہنمائے خاتون

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک پر معارف تقریر جو حضرات صاحبزادگان سلمہم اللہ تعالیٰ کی آمین کے موقعہ پر فرمائی گئی جس میں رسومات اور بدعات کے متعلق مفصل بیان ہے۔ اس کے ساتھ آمین والی نظم بھی شامل کی گئی ہے۔ قیمت ۳ر

تفسیر سورۃ والعصر

از حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جس میں نہایت لطیف پیرائے میں تفسیر فرماتے ہوئے اپنے دعوے کی تبلیغ فرمائی ہے۔ قیمت ا؍ ایک روپیہ کے بیس ۲۰ عدد۔ نہایت دلچسپ ٹریکٹ ہے۔ احباب اس کو بکثرت شائع کریں۔

کتاب گھر قادیان

انجینئرنگ سکول

لدھیانہ سے پشاور میں آکر کالج بن گیا

جنوری ۱۹۲۳ء سے اس درس گاہ کو باجازت لوکل گورنمنٹ لدھیانہ سے پشاور میں منتقل کیا گیا۔ بہت سے انجینئروں نے کالج ہذا کا معائنہ فرما کر تحریر فرمایا۔ کہ یہ کالج ہر طرح سے گورنمنٹ کی سرپرستی کا مستحق ہے۔ چنانچہ جناب چیف کمشنر صاحب بہادر نے ماسوائے مالی امداد کے ہر قسم کی امداد کا وعدہ فرمایا جناب ڈائرکٹر صاحب بہادر ملٹری ورکس آف انڈیا نے کالج ہذا کا معائنہ فرما کر تحریر فرمایا کہ اس کالج کے طلباء ملٹری ورکس ڈیپارٹمنٹ کے لئے نہایت عمدہ ہیں۔ کالج کی ورکشاپ میں طلباء کو مفت کام سکھایا جاتا ہے۔ سال گذشتہ میں ایک سو طلباء اوورسیر وسب اوورسیر کلاس میں داخل ہوئے تھے۔ کالج کا اسٹاف نہایت قابل اور تجربہ کار مقرر کیا گیا ہے۔ ملازم شدہ طلباء کی فہرست و فیس وغیرہ کے معائنے کی نقول اور پراسپکٹس سب انجینئر اوورسیر و سب اوورسیر کی مکمل کتاب ایک آنہ آنے پر مفت بھیجی جاتی ہے۔

سکرٹری سول انجینئرنگ کالج پشاور

پیٹ کی جھاڑو

یہ نسخہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بتایا ہوا جوارش شکم خاص کر قبض کیلئے بہت مفید ہے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ پیٹ کی جھاڑو ہے۔ آپ کے والد صاحب نے اس نسخہ کو ۸۰ برس کی عمر تک استعمال فرمایا۔ اور قبض و پیٹ کی صفائی کیلئے بہت مفید پایا۔ اس لئے کم از کم اس کی یکصد گولیاں احباب کے پاس ضرور رہنی چاہئیں۔ تاکہ ایسے موقعوں پر کام آویں۔ صرف ایک گولی شام کو سوتے وقت ہمراہ نیم گرم پانی یا دودھ استعمال فرمالیں انشاء اللہ شکایت رفع ہو جاویگی۔ قیمت گولیاں فی سینکڑہ معہ محصولڈاک ۱۲ عزیز ہوٹل قادیان

ہندوستان کی خبریں

پنجاب کے بجٹ میں ۹۴ لاکھ کی کمی

لاہور یکم مارچ۔ سرجان مینارڈ فنانس ممبر نے لیجسلیٹو کونسل کے روبرو بجٹ پیش کیا۔ جس میں سال رواں کے لئے ۷۱ لاکھ تخمینہ شدہ کمی کے بجائے ۳۹ لاکھ کی کمی دکھلائی گئی ہے سال رواں میں مجموعی آمدنی ۸۰۶ لاکھ ۶۹ ہزار ہوئی یعنی ۴۶ لاکھ کے بقدر زیادہ ہوئی۔ کل خرچ ۱۰۸۱ لاکھ دکھلایا گیا ہے۔

سیاسی قیدیوں کی رہائی سے انکار

ایک سوال کے جواب میں سرجان مینارڈ نے کونسل کو اطلاع دی کہ موجودہ حالات ایسے نہیں ہیں کہ سیاسی قیدیوں کو رہائی دیجائے اور قانون ترمیم ضابطہ فوجداری کی واپسی کو حق بجانب ٹھہرائیں۔

انچکیپ کمیٹی کی رپورٹ

دہلی۔ یکم مارچ۔ انچکیپ کمیٹی کی آخری رپورٹ کل ہز اکسلنسی وائسرائے کی خدمت میں پیش کی جاوے گی۔ رپورٹ میں ۱۹ کروڑ سے زائد تخفیف کا مشورہ دیا گیا ہے۔ جو عملاً فوجی اور سول محکموں کے درمیان منقسم ہے

چار سو مسلمان ہندو بنائے گئے

اچھنیرہ ۲ مارچ۔ شردھانند اور دیگر آریہ سماجی رہنماؤں نے ضلع متھرا اور آگرہ کے جاہل اور غیر تعلیم یافتہ مسلم راجپوتوں کو ہندو بنانا شروع کر دیا ۲۵ فروری کو تقریباً چار سو مسلمان ہندو بنا لئے گئے ایک اور جماعت ۴ مارچ کو ہندو مذہب میں داخل کی جائیگی۔ وہ ترغیب و ترہیب دونوں سے کام لے رہے ہیں

نمک کے محصول کا مسئلہ

دہلی ۲ مارچ۔ معلوم ہوا ہے کہ حال ہی میں مجلس وضع قوانین ہند کے شعبہ قانون کو غیر سرکاری ارکان مجلس کی طرف سے چند ترمیموں کے نوٹس موصول ہوئے ہیں۔ یہ ترمیمیں مالی مسودہ قانون میں پیش کی جائیں گی۔ تاکہ نمک پر جو محصول عائد کرنے کی تجویز کی گئی ہے۔ اسے دور کیا جائے۔

گورنمنٹ ہند کا سال نو کا بجٹ

دہلی۔ یکم مارچ آج لیجسلیٹو اسمبلی کے اجلاس میں مسٹر جیکٹ نے ۲۴-۱۹۲۳ء کا بجٹ پیش کیا۔ اور ۲۳-۱۹۲۲ء کے نظر ثانی شدہ تخمینوں پر تقریر کرتے ہوئے کہا۔ کہ اس سال آمدنی میں ۱۲ ½ کروڑ کی کمی رہی۔ ڈاک اور تار میں ایک کروڑ کے قریب کم آمدنی ہوئی۔ اور ریل میں ۷ ½ کروڑ گورنمنٹ ہند کو پانچ سال کے عرصہ میں ۱۰۰ کروڑ روپیہ کا خسارہ رہا ہے۔ بار بار کے خسارے ہندوستان کی ساکھ کھو رہے ہیں۔ ۹ سال میں روپیہ کا قرضہ ۱۴۴ کروڑ کی بجائے ۳۴۱ کروڑ ہو گیا ہے۔ اور پونڈوں کا قرضہ ۱۷۷ ملین کی بجائے ۲۴۰ ملین۔ غرض ہندوستان کی مالی حالت سخت خطرناک ہے۔

پندرہ ہزار جرمن سنگین

قریباً پندرہ ہزار جرمن تلواریں لکڑی کے کاٹنے کے قانون کے بہانے سے کلکتہ کے بازاروں میں پہنچی ہیں۔ ان تلواروں کی ساخت ایسی ہے کہ وہ آسانی سے سنگین یا بنچ کی شکل اختیار کر سکتی ہیں۔ پولیس اس واقعہ کو خطرہ کی نگاہ سے دیکھ رہی ہے۔ یہ ہتھیار ہیمبرگ سے آئے ہیں۔

کانگریس کی کارکن کمیٹی کے وفد کا دورہ

بنارس۔ یکم مارچ۔ کانگریس کارکن کمیٹی کا ڈیپوٹیشن زیر سرکردگی مسٹر سی راجا گوپال آچاریہ اور مسٹر راجندر پرشاد تمام ہندوستان کا دورہ کرنے کے لئے کل کانپور سے روانہ ہوگا۔

کولمبو میں ۱۲ ہزار قلیوں کی ہڑتال

کولمبو۔ یکم مارچ کولمبو میں قلیوں کی ہڑتال پھیل رہی ہے۔ اندازہ لگایا گیا ہے۔ کہ اسوقت ۱۲ ہزار قلی ہڑتال پر ہیں۔ انجینئرنگ فرم کے دو صد مزدوروں نے آج کام چھوڑ دیا۔

۱۵۰۰ ملکانہ راجپوت ہندو ہو گئے

پرتاپ ۷ مارچ لکھتا ہے۔ ملکانہ راجپوتوں میں شدھی کا کام بڑی سرگرمی اور تیز رفتاری سے جاری ہے۔ علاقہ کے بارہ سوخ راجپوت پر وہت اور برہمن صدق

غیر ممالک کی خبریں

عراق عرب کب خالی کیا جائیگا

لندن - ۲۸ مارچ - عراق عرب میں موجودہ افواج کی تخفیف کے مسئلہ کو معرض التوا میں ڈال دیا گیا تھا - کیونکہ سال ماسبق میں ترکوں کے عزائم سے خطرہ پیدا ہوگیا تھا - اب اس تخفیف کے التوا کی وجہ سے آٹھ لاکھ تیرہ ہزار پونڈ کی منظوری لینی پڑی - چنانچہ جب اس رقم کی منظوری کا مسئلہ پیش ہوا تو دارالعوام میں پھر یہ شور مچا کہ حکومت برطانیہ کو عراق خالی کر دینا چاہیئے - حکومت کی طرف سے بولنے والوں نے اپنے بیانات میں کوئی ذمہ واری اپنے سر نہیں لی -

اسیران جنگ کا تبادلہ

لندن - یکم مارچ - ایتھنز کا ایک پیغام مظہر ہے کہ تمام اخبارات نے یکزبان ہوکر حکومت کے اس فیصلہ کی تائید کی ہے - کہ اسیران جنگ کے تبادلہ کو معرض التوا میں ڈالدیا جائے - تاوقتیکہ حکومت ترکی باضابطہ طور پر یقین نہ دلا دے کہ وہ عیسائیوں کو ملک بدر کرنے کے سلسلہ کو روک دیگی -

یونانی جرنیل فوجی عدالت میں

ایتھنز - ۲ مارچ - جرنیل قسطنطینو پوس سابق کمانڈر ایتھنز کرنل سونڈوس اور کرنیل سکلاڈوس پر فوجی عدالت میں اس جرم میں مقدمہ چلایا گیا ہے - کہ انہوں نے غیر مصافی افراد کو مسلح کر کے باہمی جنگ و جدل کا آغاز کرنا چاہا -

دس لاکھ سال کی پرانی کھوپری

لندن - ۲۸ فروری - بیٹیگونیا سے اطلاع ملی ہے کہ وہاں دس لاکھ سال پہلے کی ایک کھوپری دریافت ہوئی ہے -

فرانس برطانیہ کا کتنا مقروض ہے

لندن - ۲۷ فروری - دیوان عام میں رائٹ آنریبل سٹینلے بالڈون نے بیان کیا کہ فرانس کے ذمے برطانیہ کا کل قرضہ مع سود تخمیناً ۶۱ کروڑ پونڈ ہے -

مصطفےٰ کمال پاشا اور سوشل اصلاحات

لندن - ۲۸ فروری - ایک آزاد خیال ترکی خاتون کے ساتھ شادی کرنے کے بعد سے مصطفےٰ کمال پاشا برابر ترکوں پر یہ زور ڈال رہے ہیں - کہ وہ ترکی خواتین کو سوشل معاملات میں زیادہ حقوق عطا کریں

روس کے ذمہ برطانیہ کا قرضہ

آکسفورڈ ۲۶ فروری - تجارت بورڈ کے سکرٹری متعینہ ایوان پارلیمنٹ وائیکاؤنٹ والمرنے دارالعوام میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے بیان کیا کہ حکومت برطانیہ کا دولت روس کے ذمے ۸۴ کروڑ ۸۰ لاکھ پونڈ قرضہ چاہیئے - لوگوں کے ذاتی مطالبات اس کے علاوہ ہیں -

ترکی صلح کے متعلق تجاویز

قسطنطنیہ ۲ مارچ - عہد نامہ صلح کے متعلق انگورا کی قومی اسمبلی میں ایک پیچیدہ بحث مباحثہ جاری ہے - اس کی وجہ یہ ہے - کہ گورنمنٹ نے جو جوابی تجاویز پیش کی ہیں وہ کافی طول طویل ہیں - اور فلسکیپ کے پورے ۱۵۰ طبع شدہ صفحات پر درج ہیں -

جرمن سفیر بکنگھم محل میں

لندن - ۲ مارچ - اس اعلان سے کہ جرمنی کے سفیر اور اس کی بیوی نے ملک معظم اور ملکہ معظمہ کے ساتھ بکنگھم کے محل میں کھانا کھایا - لوگوں میں نہایت اختلاف ہو رہا ہے -

افغانوں کا معاہدہ بلجیئم کے ساتھ

پیرس - ۳ مارچ - محمود خاں جو افغانستان کے نمائندے ہیں - برسلز سے واپس آگئے ہیں - جہاں آپنے ایک معاہدہ پر دستخط کئے ہیں - جس کی رو سے بلجیئم کے ساتھ دوستانہ تجارتی تعلقات کو بحال کیا گیا ہے

منگنی کے دنوں کا بچہ حقیقی بچہ ہے

لندن کے دیوان عام میں یہ بھی مستقر طور پر منظور ہوگیا - کہ منگنی کے بعد جو اولاد پیدا ہو جائے وہ والدین کے بعد میں شادی کرنے سے حقیقی اولاد قرار دی جاسکتی ہے - البتہ یہ قانون اولاد الزنا پر عائد نہیں ہو سکتا -

قوم پرست مصریوں کا تازہ اعلان

قاہرہ - یکم مارچ - قوم پرست وفد کے ڈیلیگیٹوں نے ذیل کی شرائط کا اظہار ایک اعلان میں کیا ہے -

۱ - مارشل لا ملک سے ہٹا دیا جائے - ۲ - زاغلول پاشا اور دیگر مقید جلاوطن شدہ لیڈروں کو رہا کر دیا جاوے اور کانسٹی ٹیوشن میں اس بات کا انتظام کیا جائے کہ سوڈان ملک مصر کا ایک جزو لاینفک رہیگا -

مصطفےٰ کمال پاشا کی تازہ تقریر

مصطفےٰ کمال پاشا نے اسمبلی کے اجلاس میں اپنی تقریر کے دوران میں کہا کہ ٹرکی کی پالیسی مصلحت آمیز ہے - ترکوں نے اپنی اقتصادی مالی اور عدالتی خود مختاری کا حق قائم کر دیا ہے - عہد نامہ صلح کے مرتب کرنے کے لیئے یہ امر ضروری تھا - کہ بڑی بڑی طاقتیں ہمارے اس حق کو تسلیم کر لیتیں - افغانستان اور ایران کے ساتھ ترکوں کے تعلقات مضبوط ہوگئے ہیں - ترکوں اور روسیوں کی دوستی کو زیادہ تقویت مل گئی ہے - ٹرکی کی مشرق قریبہ کے متعلق پالیسی کی بنیاد اس امر پر رکھی جائے گی کہ ٹرکی اور روس کے اقتصادی تعلقات کو زیادہ نشوونما دی جائے -

فرانسیسی وزیر جنگ کا اعلان

پیرس - ۲ مارچ - آج سینٹ کے اجلاس میں فوج کی از سر نو تنظیم کے بل پر تقریر کرتے ہوئے مسٹر اینڈرے میگیونٹ وزیر جنگ نے اعلان کیا کہ فرانس کو اپنی جارحانہ پالیسی کو جاری رکھنا چاہیئے - تاکہ کوئی غنیم فرانس کی سرزمین کی بےحرمتی کرنے کی جرأت نہ کر سکے - مزید برآں اگر کوئی نیا جنگ ہو تو فرانس کی فوج اس قابل ہو کہ اہم فوجی مقامات پر فوراً قبضہ کر سکے -

(باہتمام شیخ عبدالرحمٰن صاحب [illegible] قادیانی پرنٹر و پبلشر [illegible] ضیاء الاسلام پریس قادیان [illegible])